احاديثِ نبويهِ مَنَا عَلَيْهِمْ مِين حضرت ساره اور جابر بادشاه كاوا قعه: تاريخی و عصری جہات

Hazrat Sarah and the Tyrant King in Prophetic Traditions: Historical and Contemporary Perspectives

*Dr. Muhammad Naveed, **Ayaz Akhter, ***Farah Sadique

- *Assistant Professor, Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University, Islamabad.
- **Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University, Islamabad.
- ***Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University, Islamabad.

KEYWORDS

ABSTRACT

Chastity; Contemporary relevance; Divine protection Faith, Hazrat Sārah; Patience; Prophetic ḥadīth; Tyrant king;

The narrative of Hazrat Sārah (A.S.) and the tyrant king, as preserved in the Prophetic aḥādīth, stands as a timeless paradigm of faith, chastity, patience, and complete reliance upon Allah Almighty. When confronted with the malicious intentions of a despotic ruler, Hazrat Sārah (A.S.) did not resort to worldly means for deliverance but turned wholly to prayer, supplication, and trust in Divine mercy. Her unwavering faith became a shield of divine protection, illustrating that spiritual strength and purity of intention are the true safeguards of a believer. The miraculous outcome of this encounter, wherein Allah's help intervened against tyranny, reaffirms the Qur'anic principle that those who place their trust in Allah find Him sufficient as their Protector. Beyond its historical and social context, this sacred episode carries enduring significance for the moral challenges of contemporary society. In an era marked by moral decline, objectification, and the erosion of modesty, the story of Hazrat Sārah (A.S.) reminds humanity—particularly women that dignity and safety are anchored not in material defenses but in spiritual resilience and steadfastness of faith. Moreover, it offers a universal lesson applicable to all believers: that patience under trial and trust in Allah during oppression lead not to loss but to elevation and victory. Thus, the narrative transcends its time, offering moral illumination and spiritual direction for every age, reaffirming that divine assistance accompanies those who embody faith, purity, and perseverance.

تعارف

حضرت سارہ علیہا السلام اور ظالم باد شاہ کا واقعہ محض ایک تاریخی قصہ نہیں بلکہ ایمان، عزم، عفت اور اللہ پر کامل توکل کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے۔احادیثِ نبویہ مَثَلَّاتِیْزٌ میں مٰد کور اس واقعے سے معلوم ہو تا ہے کہ کس طرح حضرت سارہ علیہا السلام نے ایک ظالم باد شاہ کے ظلم اور فتنہ انگیز ارادوں کے سامنے نماز اور دعا کو اپنی سب سے بڑی ڈھال بنایا۔ ان کا یہ عمل رہتی دنیا تک عورت کی عزت و عصمت کے تحفظ، عفت و پاکدامنی کے دفاع، اور مظالم کے مقابلے میں ایمان کی طاقت کو اجا گر کر تا ہے۔ یہ قصہ نہ صرف اُس وقت کے سابی و تہذیبی پس منظر کو آشکار کر تا ہے بلکہ آج کے معاشر تی حالات میں بھی عورت کے مقام، خاند انی نظام کی حفاظت، اور دعاوعبادت کی قوت پر روشنی ڈالتا ہے۔ موجو دہ دور میں جہاں فتنہ و فساد، عورت کی بادر مثل اور اخلاقی اقدار پر حملے بڑھ گئے ہیں، وہاں یہ واقعہ مسلمانوں کے لیے اس بات کی یاد دہانی ہے کہ عزت و عصمت کا اصل تحفظ اللہ تعالی کے ساتھ تعلق خاص اور صبر واستقامت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ اس واقع میں اہل ایمان کے لیے یہ سبق بھی ہے کہ حق کے راہتے پر چلتے ہوئے اگر مشکلات آئیں تو ایمان، دعا اور اللہ پر توکل ہی سب سے بڑی طاقت ہیں۔ یوں یہ قصہ تاری کا ایک روشن باب ہونے کے ساتھ ساتھ آج کے دور کے لیے بھی ایک زندہ پیغام اور دعوتی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس ضمن میں میں یہ خوبصورت قصہ بیان کیا جارہا ہے۔

احاديث نبويه مَنْ عَلَيْهُمْ مِين حضرت ساره عليهاالسلام اور ظالم بإدشاه كاواقعه

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" لَمَّ يَكُذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ:قَوْلُهُ حِينَ دُعِيَ إِلَى آهِئِهِمْ { إِنِي سَقِيمٌ (الصافات 37: 89)}، وقَوْلُهُ: {فَعَلَهُ كِيبُهُمْ هَذَا (الانبياء 21: 63)}، وقَوْلُهُ لِسَارَةَ إِثِمَا أَوْ سَلَمَ الْمُلُوكِ، أَوْ جَبَّارٌ مِنَ الْجُبَابِرَةِ، فَقِيلَ: دَحَلَ إِبْرَاهِيمُ اللَّيْلَةَ بِامْرَأَةٍ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، قَالَ:قَأْرْسَلَ عِمَا إِلَيْهِ، وَقَالَ لَهَا:لَا تُكَذِي قَوْلِى، فَإِنِي قَدْ أَحْبَرَتُهُ أَنَّكِ أَخْتِى، إِنْ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ عَيْرِي وَغَيْرِكِ اللهُمَّ إِنَّهُ اللهُمَّ إِنَّهُ اللهُمَّ اللهُمَّ إِنَّهُ اللهُمَّ إِنَّهُ اللهُمَّ إِنَّهُ اللهُمَّ إِنَّهُ اللهُمَّ إِنَّهُ إِنَّهُ اللهُمَّ إِنَّهُ إِنَّهُ اللهُمَّ إِنَّهُ عَلَى رَوْحِي، فَلَا اللهُمَّ إِنَّهُ إِنَّ عَلَى رَوْحِي، فَلَا اللهُمَّ إِنَّهُ إِنَّ عَلَى رَوْحِي، فَلَا أَلُو سَلَمَةَ بِن عَبُدِ الرَّمْنِ: عَنْ أَلِي اللهُمَّ إِنَّهُ إِنَّ عَلَى رَوْحِي، فَلَا أَلْكِ اللهُمَّ إِنَّهُ إِنَّ عَلَى رَوْحِي، فَلا اللهُمَّ إِنَّهُ إِنَّ عَلَى رَوْحِي، فَلاَ أَسِلِطْ عَلَيَّ الْكُورَةِ عَلَى اللهُمَّ إِنَّهُ إِنْ عَلَى رَوْحِي، فَلا أَيْعِهُ الْمُؤْمِنَ عَيْمِ اللهُمَّ إِنَّهُ إِنَّ كُنْتَ تَعْلَمُ هُومِ اللهُمَ إِنَّهُ إِنْ عَلَى رَوْحِي، فَلا شَيْرِعُومُ اللهُمَّ إِنَّهُ إِنَّ كُنْتَ تَعْلَمُ هُومُ اللهُمَّ إِنَّهُ إِنْ يَمُنْ عُولًا إِنَّ عَلَى رَوْحِي، فَلَا شَيْرَةِ مَا أَنْ اللهُ تعالى رَدُعُومُا إِلَى إِبْرَاهِيمَ، وَأَعْلُوهَا هَاجَرَا"، قَالَ:" فَرَجَعَتْ، فَقَالَتْ لِإِبْرَاهِيمَ: أَشَعَرْتَ أَنَّ اللهُ تعالى رَدُّ كَيْدَ الْكَافِرِ، وَأَحْدَمُ وَلِيَ الْمُنْ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ عَلَى اللهُ اللهُ عَلَى اللهُ الله

حضرت ابوہر پرہ دفی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ حضور اقد س منگا گلیز کی نین باتیں کہی تھیں، جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے معبود ان باطلہ کی طرف دعوت دی گئی، تو آپ نے فرمایا: میں بہاں اس طرح کی تین باتیں کہی تھیں، جب حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کے معبود ان باطلہ کی طرف دعوت دی گئی، تو آپ نے فرمایا: میں بیار ہوں اور یہ فرمایا تھا کہ یہ فعل (بت شکنی) بڑے بت کا ہے اور تیسری بات یہ یہ صورت ہوئی کہ) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا ظالمین میں بات یہ ہے کہ آپ نے حضرت سارہ علیہا السلام کو اپنی بہن کہا تھا، (تیسری بات کی یہ صورت ہوئی کہ) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا ظالمین میں حضرت ابراہیم آئے ہیں، جن کے ساتھ ایک نہایت حسین عورت ہے، باد شاہ نے ایک آدمی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بھیج کر دریافت کرایا کہ یہ عورت کون ہے ؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میری بہن ہے، پھر اس کے بعد باد شاہ نے حضرت سارہ علیہا السلام کو بلوایا، سارہ علیہا السلام کو بلوایا، سارہ علیہا السلام کی گئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خضرت سارہ علیہا السلام کے پاس آگر فرمادیا تھا کہ اس ظالم نے مجھ سے تمھارے متعلق دریافت علیہا السلام کی گئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ علیہا السلام کے پاس آگر فرمادیا تھا کہ اس ظالم نے مجھ سے تمھارے متعلق دریافت علیہا السلام چلی گئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ علیہا السلام کے پاس آگر فرمادیا تھا کہ اس ظالم نے مجھ سے تمھارے متعلق دریافت

کیا تھا، میں نے اس سے کہ دیا کہ تم میری بہن ہو، اس وقت روئے زمین پر ہم دونوں کے علاوہ کوئی مومن نہیں ہے، اور واقعی اللہ تعالی کی کتاب کی رو سے تم میری بہن ہو (ابن بلبان، 1988ء)، لہذا تم میری بکندیب نہ کرنا۔ بادشاہ نے جب آپ کو دیکھا، تو غلط ارادے سے ان کی طرف برطا، حضرت سارہ علیباالسلام وضو کرکے نماز پڑھنے گئیں اور دعاکر نے لگیں کہ اے اللہ!اگر توجانتا ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رصحتی ہوں اور اپنے شوہر کے علاوہ سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے، تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ فرما، اس پر وہ (بادشاہ) زمین میں دھنس گیا، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت سارہ علیباالسلام پھر وضو کرکے نماز پڑھنے گئیں اور دعاکر نے لگیں کہ اگر یہ مرگیا تو لوگ کہیں گے کہ میں نے اسے قتل کیا ہے، چنانچہ اللہ نے اللہ!اگر توجانتا ہے کہ میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے شوہر کے علاوہ سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے، تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ فرما، اس پر وہ (بادشاہ) پھر زمین میں دھنس گیا، حضرت سارہ علیباالسلام پھر وضو کر کے نماز پڑھنے لگیں اور دعاکر نے لگیں کافر کو مجھ پر مسلط نہ فرما، اس پر وہ (بادشاہ) پھر زمین میں دھنس گیا، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت سارہ علیبا السلام نے اللہ تعالی سے عرض کی کہ اگر یہ مرکیا تولوگ کہیں گی کہ میں نے اسے قتل کیا ہو ہوں کہ دیا ہو ہرے بات ابراہیم کے پاس واپس بھیج دو، اور اس کو عرض کی کہ اگر یہ مرکیا تولوگ کیا کہ تو میرے پاس آدمی کو نہیں لایا ہے، بلکہ شیطان کو لایا ہے، اسے ابراہیم کے پاس واپس آگئیں اور دریافت کر نے پر (حضرت)باجرہ (علیبا السلام) عطاکر دو، حضرت سارہ علیبا السلام حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس واپس آگئیں اور دریافت کر نے پر (حضرت کا بایک اللہ تو تاکہ نے ایک واپس آگئیں اور دریافت کر نے پر ادخیرت کیا تھو اللہ نے کافر فاج کی دست درازی سے مجھے محفوظ رکھا اور اس نے محفرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس واپس آگئیں اور دریافت کر نے پر ادفرت کے ایک ناکہ فاج کی دست درازی سے مجھے محفوظ رکھا اور اس نے محفوظ مدت کے لیا کو کافری دیا ہو کہ کیا کہ انگر دو، حضرت سارہ علیبا السلام عفر خدرت کے لیا کہ کو نہیں کے دائر کے دریافت کر نے پر انسان کی بیات واپس آگئیں اور دریافت کر نے پر انسان کو کو نہیں کے دریافت کر دوروں کیوں کو کو نہیں کی معلم کی مدت کے بیا کو کو کی کو نہیں کیا کہ ک

تاریخی مباحث

اس قصہ کے تین بنیادی کر دار ہیں:

اله حضرت ابراجيم عليه السلام ٢- حضرت ساره عليهاالسلام سوطالم بادشاه

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعارف: آپ علیہ السلام کا نسب نامہ امام ابن کثیر نے یوں بیان کیا ہے: "ابراہیم بین تارخ بن ناحور بن ساروغ بن راعو ابن فالغ بن عابر بن شالح بن ار فحقد بن سام ابن نوح علیہ السلام۔" یاد رہے کہ قر آن کریم میں جو لفظ آزر آیا ہے، اس سے مراد آپ کا چپا ہے، عربی زبان میں کبھی پچپر بھی لفظ" اب "بولاجاتا ہے، امام طبری نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "واذ قال ابراھیم لابیہ آزر" کی بابت فرماتے ہیں کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پچپاکانام تھا،نہ کہ ان کے والد کانام، کیونکہ ان کے والد کانام تارخ ہے۔ (ابن ابی عاتم، 1419ھ؛ ابن کثیر، 1988ء) حضرت ابراہیم علیہ السلام "کلدانیین" کی بستی میں پیدا ہوئے، اور بیہ بستی "بابل" کی حدود میں واقع تھی۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم غیر اللہ کی عبادت کرتی تھی، یہی وجہ ہے کہ قر آن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پچپاکا مکالمہ نہ کور ہے، جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو غیر اللہ کی عبادت سے منع فرمایا، تاہم آپ کا پچپاآزر نہ صرف دین اللہ کو ابنانے سے انکاری مظہر ا، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سنگسار کرنے کی دھمکی بھی دی۔ (مریم 1925ء)

ابراہیم علیہ السلام کااپن قوم سے مکالمہ: اللہ تعالیٰ نے قر آن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کی قوم کامکالمہ بیان فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا اور قوم کو کہا کہ یہ کیسی مورتیاں یعنی بت ہیں؟ جن کی پرستش پرتم جے ہوئے ہو، تو آپ کی قوم نے جو اب دیا

کہ ہم نے اپنے باپ داداکو ان ہی کی عبادت کرتے ہوئے پایا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ بقیناً تم اور تمھارے باپ داداکھا گمر اہی میں سے تھے، آپ کی قوم نے کہا کہ کیا آپ واقعی حق بات کہ رہے ہیں، یابو نہی مذاق کررہے ہیں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ جان لو! تمھارارب اللہ تعالی کی ذات ہے، جس نے آسانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اور میں بذات خو داس پر شاہد و گو اہ ہوں، واللہ! تمھارے جانے کے بعد میں تمھارے بتوں کو دات ہے، جس نے آبم ہڑابت اپنی حالت پر بر قرار تھا، لو گوں نے کے ساتھ ایک خفیہ تدبیر کروں گا، جب انہوں نے واپس آگر اپنے بتوں کو دیکھا تو وہ ٹوٹے ہوئے تھے، تاہم ہڑابت اپنی حالت پر بر قرار تھا، لو گوں نے کہا کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ جس نے بھی یہ کاروائی کی ہے، وہ یقیناً ظالم ہے، ان میں سے کسی نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو ان بتوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا تھا، جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے، بعض لو گوں نے کہا کہ اس کو سامنے لاؤ، تا کہ سب دیچے لیں، جب ابراہیم علیہ السلام کو لایا گیا تو لو گوں نے پوچھا: اے ابراہیم کہا جاتا ہے، بعض لو گوں نے کہا کہ اس کو سامنے لاؤ، تا کہ سب دیچے لیس، جب ابراہیم علیہ السلام کو بو چھوڑا ہے کہا کہ اس نہوں نے ابراہیم علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا کہ یہ جو بڑا ہت کہا ہو جو اب تس کر لوگ نادم ہوئے اور دل ہی دل میں کہا کہ ہم ہی در حقیقت ظالم ہیں، تاہم انہوں نے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم اللہ کے سوال نہیں تاہم انہوں نے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم اللہ کے سوان بتوں کی عباد واس کو بیوں کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، کیا تم عقل سے کام نہیں ہو جو تو تو ہوں کہنے کہا کہ اس ابراہیم کو آگ میں جادو دور اسے معبودوں کی مدد کرو۔ (الانبیاء 125-69)

اہل تغییر نے ذکر کیا ہے کہ نمرود اور اس کے کار ندوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک گھر میں قید کردیا، بعد ازال ایک بلند پہاڑ کے دامن میں ان کے لیے ایک قلعہ بنایا، جس کی دیواریں 60 ذراع (نوے نئے) او بڑی تھیں، باد شاہ نے لوگویاں بحق کرد اور اس کام کیں کو کرنے میں کوئی بچے یا بوڑھا وقیقہ نہ چھوڑے، جو اس کام میں شریک نہیں ہوگا، اس کو بھی آگ میں جلاد یاجائے گا، پھر کیا تھا کہ یہ لوگ چالیہ دن تک اس مہم میں گئے رہے، حتی کہ ان میں ہا یک مورت نذرمانتی تھی کہ اگر میری فلال مراد بوری ہوگئ، تو میں ابراہیم کی جائے ساکت کی تھا کہ ہو جب اس مکان میں تمام کئریاں جمع ہو گئیں، تو انہوں نے اس مکان سے نگلنے کے راستے بند کر دیے اور اس کی آگ کے لئے اس مکان میں تمام کئریاں جمع ہو گئیں، تو انہوں نے اس مکان سے نگلنے کے راستے بند کر دیے اور اس میں آگ لگادی، اس میں شعلے بھڑ کئے گا، اس کی چش اس قدر نے اور اس مختیق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رکھ میں آگ لگادی، اس میں شعلے بھڑ کئے آئی کی طرف دیکھا اور عرض کیا: اے اللہ! تو آسان پر واحد ہے اور وہ اچھا کار ساز ہم علیہ السلام کو رکھ کہ تابوں، اور اس ختیق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رکھ کہ تابوں، اور اس ختیق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رکھ کر تابوں، اور اس زمین پر اکیلا تیری عباد دور میں زمین پر اکیلا تیری کی اور اس کم ختیق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرافحاکر آسان کی طرف دیکھا اور عرض کیا: اے اللہ! تو آسان پر واحد ہے اور وہ اچھا کار ساز ہم کی مدد کر وہ پھر ان کا فروں نے آپ کو آپ گلا اور اس میں کہ کہا نے اور وہ اچھا کار سازے، پھر آپ کی کوئی عاجدت کی اور اس میں کہ کہا نہیم کی مدد کرو، پھر ان کا فروں نے آپ کو آپ میں اس کی مدد کر نے کی اجازت دیں۔ درخواست کی کہ آپ ایس آئے اور عرض کی: اے ابراہیم! آپ کی کوئی حاجت کیا نیا ہے۔ تو خریایا: جمعے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فریایا: جمعے، تو حضرت ابراہیم کی کہ آپ ایس آئے دور عرض کی: اے ابراہیم! آپ کی کوئی حاجت کیا نے نے فریایا: جمعے تو کو کیا منہیں ہے، تیم المنہیں ہے، تو تھیاں آپ کی کر دکرو، پھر ان کا فروں نے آپ کی کوئی حاجت اس کیا نہیں ہے، تو تھیاں آپ کی کہا کہیں کی کہا تو میں گلا ہے، تو تھیاں کیا کہا کہا کہا کہا گیا کہیں گیا ہو دھور انہوں نے آپ کی اس کیا کہا کہا کہا کہی تو تھیا در اس کی کہا کہا کہا ہو کہا کہا گلا نے تکم دیا کہا کہا

69)، الله تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد اس وقت میں روئے زمین پر جہاں جہاں بھی آگ جلی ہوئی تھی، سب بچھ گئیں۔(ابن جوزی، 1422 ھ؛ الرازی،1420ھ)

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اس آگ میں چاہیں یا پچاس دن رہے تھے، تاہم آگ نے صرف حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی ہیڑا یوں اور زخیروں کو جلایا تھا، حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا میری زندگی کے سب سے اجتھے ایام وہ تھے، جو اس آگ میں گزرے تھے، اللہ تعالیٰ نے سائے کے فرشتے کو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بھیجا، وہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بھیجا، وہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جنت سے ریشم کی قمیض لے کر آئے اور کہا: اے ابراہیم! آپ کارب فرماتا ہے: کیا آپ کو بیہ معلوم نہیں کہ آگ میرے محبوب بندوں کو نقصان نہیں پہنچا سائی پھر نمروذ نے اپنے قلعہ سے جھانک کر دیکھا، تو حضرت ابراہیم باغ میں بیٹھے ہوئے متحب اور ان کے ارد گرد کلڑیاں جل رہی تھیں، پھر نمروذ نے چلا کر کہا: اے ابراہیم! کیا تم اس آگ سے نکل سے نکل سے تعلی محضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: باس نے کہا: پھر نکل آئیں۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) چل پڑے حتی کہ اس آگ سے نکل آئے۔ نمروذ نے پوچھا: میں نے آپ کی صورت میں جو ایک شخص کو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا تھا، وہ کون تھا؟ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: وہ سائے کا فرشتہ ہے، جس کو اللہ تعالی نے میر ادل بہلانے کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا تھا، وہ کون تھا؟ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: جب تک تم اپنے دین پر قائم ہو، اللہ تعالی تم اس کا تقر ب طاصل کرنے کے لیے چار ہز ار گائے ذرخ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: جب تک تم اپنے دین پر قائم ہو، اللہ تعالی تم حاصل کرنے کے لیے چار ہز ار گائے ذرخ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے تعرض کرنا چھوڑنا نہیں چاہتا۔ تاہم میں عنقر یب چار ہز ار گائے ذرخ کروں گا، بعد ازاں اس نے درن کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ تاہم میں عنقر یب چار ہز ار گائے ذرخ کروں گا، بعد ازاں اس نے درن کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ تاہم میں عنقر یب چار ہز ار اگائے ذرخ کروں گا، بعد ازاں اس نے درن کو جھوڑنا نہیں چاہتا۔ تاہم میں عنقر یب چار ہز ار گائے ذرخ کروں گا، بعد ازاں اس نے درن کو جھوڑنا نہیں چاہتا۔ تاہم میں عنقر یب چار ہز ار گائے ذرخ کروں گا، بعد ازاں اس نے درن کو حضورت ابراہیم کی کیا، اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے فرنگ کروں گا، بعد ازاں اس کے درخ کروں گا، بعد ازاں اس کے درخ کروں گا، بعد ازاں اس کے درخ کروں گا، بعد انسان کی کروں گا، بعد ازاں اس کے درخ کروں گا، بعد ا

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل شدہ صحائف کی تعداد اور عمر مبارک: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ قر آن کریم میں بارہاہواہے، آپ اللہ تعالیٰ کے نبی و صدیق ہیں، آپ پر دس(۱۰) صحائف نازل ہوئے۔(طبری،1387ھ)بقول امام دینوری حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق آپ کی عمر مبارک 175 برس، جبکہ دوسرے قول کے مطابق200 برس ہے۔(الدینوری،1992ء)

حفرت سارہ علیہا السلام کا تعارف: حضرت سارہ علیہا السلام اللہ تعالیٰ کی نیک بندی اور بڑی پاکباز خاتون تھیں، قرآن و حدیث میں آپ کا تذکرہ ملتا ہے، حضرت سارہ علیہا السلام "باران"جو نسب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چپالگتا تھا، کی بیٹی تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سبب کیوں خود آگ سے خروج کے بعد سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائمیں، ایک عورت نے آپ سے کہا کہ ابراہیم پر ایمان کے بسبب کیوں خود کو قتل کروانا چاہ رہی ہو؟ جواب ارشاد فرمایا کہ میں کسے موت سے ڈر سکتی ہوں، جبکہ میں ابراہیم کے رب پر ایمان لاچکی ہوں، بہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب گھر پہنچ، تو حضرت سارہ علیہا السلام سے نکاح فرمایا، آپ نہات حسین و جمیل تھیں، حضرت حواء علیہا السلام کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن آپ کے حسن کا ایک تہائی ہے۔ (الدیار بکری، 966ھ) بڑھا ہے کہ عمر میں حضرت سارہ علیہا السلام کے ہاں حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے، قر آن کریم نے اس بشارت کا تذکرہ کیا ہے۔ (ھود 11)

حضرت سارہ علیہا السلام کی وفات: حضرت سارہ علیہا السلام نے ملک ِشام وفات پائی، ایک قول میں ارضِ کنعان وفات پائی، بہر حال آپ کی اس زمین میں تدفین کی گئی، جس کو بذاتِ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خرید اتھا۔ (طبری، 2000ء؛ ابن جوزی، 1422ھ) آپ کی عمر مبارک 127 برس تھی۔ (ابن جوزی، 1422ھ) امام حموی کے قول کے مطابق حضرت سارہ علیہا السلام کی تدفین مبارک ''حمرون ''میں ہوئی۔

ظالم بادشاہ کا تعارف: مور خین نے اس ظالم بادشاہ کو واضح کیا ہے کہ یہ مصر کا فرعون و بادشاہ تھا، اور اس کا نام و نسب "سنان بن علوان بن عبید بن عولی بن عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح" بیان کیاجا تا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ضحاک کابھائی تھا۔ ضحاک کانام ابن جوزی نے "بیوراسب" بیان کیا ہے، عظیم مملکت کابادشاہ تھا، یہ بھی کہاجاتا ہے کہ یہ سات ممالک کابادشاہ تھا، فاس فاجر اور جادوگر تھا، اس نے بہت سے ظلم وستم کے، بہتوں کو قتل کیا، بابل میں ایک طویل مدت تک رہا، بعض مور خین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی نوجہ بڑی نیک نمانے میں تھا۔ (ابن جوزی، 1422 ھے) شحاک نے اپنے بھائی کو مصر کا عامل مقرر کیا تھا، چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نوجہ بڑی نیک سیرت و صورت تھیں، یہی وجہ ہے کہ اس بادشاہ کے چیلوں نے آپ کے حسن کو بادشاہ کے سامنے بیان کیا، تو اس بادشاہ نے حضرت ابراہیم و سارہ علیہا السلام کو طلب فرمایا۔ (ابن اثیر، 1997ء) جب فرعونِ مصر نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہ کے حسن کاچ چاسنا، جب محضرت ابراہیم علیہ السلام کو طلب فرمایا۔ (ابن اثیر، 1997ء) جب فرعونِ مصر نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اور فعل بدکا ارادہ کیا، تاہم حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اور نعل بدکا ارادہ کیا، تاہم حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا اور این قبل صرف تقش ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے معافی مائی اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا اور این کی خطمت نقش ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے معافی مائی اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا اور اینے خلوص اور عقیدت کے اظہار میں حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا کو ان کی ندر کر دیا۔

تهذیبی وعصری جہات:

اس قصم سے درج ذیل تہذیبی و دعوتی مباحث کا حصول ہو تاہے:

الله تعالی ہر چاہت پر قادر: بینک الله تعالی ہر چاہت پر قادر ہے وہ چاہے تو بڑے بڑے ظالم سے اپنے بندوں کو بچالے، حدیث مذکور میں الله تعالی نے اپنی بندی حضرت سارہ علیہا السلام کی عزت کوظالم بادشاہ سے بچالیا، فرمان الہی ہے:

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِير (آل عمران 165:03)

"بينك الله (تعالى) مرجابت يرقادرب-

کلام تورید کی اجازت: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تہذیب و ثقافت میں بھی بعض او قات کلام تورید کو زیر استعال لایا جاتا تھا، کسی بڑی حکمت یابڑے نقصان کے پیش نظر کلام تورید کیاجاسکتاہے، یعنی وہ کلام یالفظ جس کا ایک معنی قریب اورایک بعید ہواور بعید والا معنی مر ادلیاجائے، یہی وجہ ہے کہ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان تین باتوں پر حجوث کا اطلاق سامع کی نسبت سے کیا گیاہے، کیونکہ در حقیقت آپ کے یہ اقوال دو امدر کا احتمال رکھتے تھے۔ جبیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایساکلام فرمایا تھا۔ اور حدیث مذکور میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: "لِنّی سقیم" میں بیار ہوں۔ اس میں دواحتمال ہیں ایک یہ کہ میں بیار ہوں، میر ادل تم سے رنجیدہ ہے اور بیاری غم میں مبتلاہے یا آئندہ مجھے متعدی بیاری

لگنے والی ہے۔ (عسقلانی، 1379ھ) وہ لوگ متعدی بیاری سے بہت گھبر اتے تھے۔ اور حضرت ابراہیم کی دوسری بات: "بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا" بِهِ فَعَلَ رَبِت شَكَىٰ)بڑے بت كا ہے، بيد كلام استهزاء تھا كہ اس بڑے بت نے كيا ہوگا، جملہ شكيہ اور استهزاء ميں كذب اور جھوٹ نہيں ہو تا۔ جيسا كہ اللہ تعالى كا قيامت كے دن ابوجہل (جواپئے آپ كوبڑا معزز مكرم سمجھتا تھا) كوعذاب كے وقت بيہ كہنا:

ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (الدخان49:44)

" چکھ ، ہاں ہاں، توہی بڑاعزت والا کرم والاہے۔"

اس سے دومسئلے معلوم ہوئے، ایک بید کہ دینی دشمنوں سے استہزا جائز ہے، دوسر اید کہ استہزامیں جوبات کہی جائے، وہ خبر نہیں ہوتی اور نہ
اس میں جھوٹ سے کا اختال ہوتا ہے۔ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ عرب میں ممیں بڑا عزت والا ہوں، اسے فرشتے طعنہ کے طور پر یہ کہیں گے۔ رہا معاملہ
حضرت سارہ علیہا السلام کو بہن کہنے کا، تواس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کابیہ فرمان ہی کافی ہے کہ بے شک تمام مومنین آپس میں (دینی) بھائی بھائی ہیں، تو
اپنے بھائیوں میں صلح کر او اور اللہ سے ڈرتے رہوتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (الحجرات 10:49) اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومن خواہوہ عورت ہی
کیوں نہ ہوا کی دین کی وجہ سے آپس میں بہن بھائی ہیں۔ مزید بر آل حضرت ابر اہیم علیہ السلام نے خود واضح کر دیا کہ تم دین کے معاسلے میں میری
کہوں ہو۔

زوجہ کے ہمراہ سفر: حضرت ابراہیم خلیل اللہ وعلیہ السلام کی تہذیب و ثقافت میں بھی اپنی منکوحہ و زوجہ کے ہمراہ سفر کیاجا تا تھا،لہذا بوقت ضرورت اپنی زوجہ کے ساتھ سفر کیاجا سکتا ہے، جیسا کہ حدیث مذکور میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سفر کیا، نیز کثیر کتب سیرت میں لکھا ہے کہ نبی اکرم مَنگا ﷺ السلام نے سفر کیا، نیز کثیر کتب سیرت میں لکھا ہے کہ نبی اکرم مَنگا ﷺ السلام نے اکثر اسفار میں اپنی ازواج میں سے کسی کو ساتھ لے جاتے تھے۔

الله تعالیٰ کی پناہ اور پکڑ:عہدِ ابر اہیم علیہ السلام میں بھی شیطان، ظالم و فاسق سے الله تعالیٰ کی پناہ مانگی جاتی تھی، حضرت سارہ علیہاالسلام نے اس ظالم باد شاہ سے الله تعالیٰ کی پناہ مانگی، اس سے درس ملتا ہے کہ کسی بھی خطرے کے وقت الله تعالیٰ سے پناہ مانگی چاہیے، بلکہ مؤمنین کاشیوہ تو یہ ہونا چاہیے کہ ہر خوشی و غمی میں الله تعالیٰ کو یادر کھے۔ یہ الله تعالیٰ کی حکمت ہے کہ بسااو قات وہ دنیا میں ہی پکڑ فرمالیتا ہے، اس قصہ سے عبرت حاصل ہوتی ہے کہ الله تعالیٰ کے عذا بسے ڈرنا چاہیے اور کبھی بھی اپنے رب کی نافر مانی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس کی پکڑ بہت سخت ہے، الله تعالیٰ ارشاد فرما تا ہے۔

إِنَّ بَطشَ رَبِّكَ لَشَدِيد (البروح 12:85)

"تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔"

الله تعالیٰ کی حرام کر دہاشیاء سے احتراز کرناچا ہیے اوران کو کسی قشم کا نقصان نہیں پہچاناچا ہیے، بصورت دیگر گر فت ِالٰہی بعید نہیں۔

خاوند کی اطاعت اور صبر وشکر: شوہر کے کہنے پر کسی حکمت یابڑے نقصان کے پیش نظر ایسی بات جو حقیقت میں تو سپی اور بظاہر جھوٹ معلوم ہوتی ہو، کی جاسکتی ہے۔ زوجہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت و فرمانبر داری بجالائے اور نفس پر شوہر کے علاوہ کسی اور کو حلال نہ کرے۔ جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، اللہ تعالی ان کے بارے ہیں فرماتا ہے کہ اس نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔
ہے۔(الاحزاب35:33) نیز آزمائش کے باوجود انسان کو صابر و شاکر ہونا چاہیے۔ حضرت سارہ علیہا السلام نے اس آزمائش کی بابت اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی شکایت نہیں گی۔ جب مومنین اللہ تعالیٰ کی حمد کی کہ اس نے اس آزمائش میں اپنی بندی کی حفاظت کی۔ جب مومنین اللہ تعالیٰ سے دعاما مگیں تو وہ قبول فرماتا ہے،وہ اپنے دشمن پر توجہ کیے ہوئے ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مذکور میں حضرت سارہ علیہاالسلام کی مدد کی گئی۔

احکام مختلفہ:اس کافرباد شاہ نے ہاجرہ علیہا السلام کوبطور عطیہ پیش کرنے کا حکم دیااور سارہ علیہا السلام نے اسے قبول کرلیااور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس معاملہ کو منظور فرمایا، لہذا ثابت ہوا کہ کافر کسی چیز کو بطور ہبہ کسی کو دے، تو اس کا بیہ ہبہ کرنا صحیح مانا جائے گا۔ (عسقلانی، علیہ السلام نے بھی اس معاملہ کو منظور فرمایا، لہذا ثابت ہوا کہ کافر کسے ابتلاء و آزمائش میں ڈالا جانا بھی ثابت ہوا، اس سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں، مزید برآل ایسے آزمائش مواقع پر بعض کنایات و تعریضات کا استعال مباح ہوجا تا ہے اور ان کو جھوٹ میں شار نہیں کیاجا سکتا۔

خلاصة بحث

حضرت سارہ علیہاالسلام اور ظالم بادشاہ کاواقعہ محض ایک تاریخی ذکر نہیں بلکہ ایمان، عفت، صبر اور اللہ پر کامل تو کل کی دائمی مثال ہے۔اس واقعے سے واضح ہوتا ہے کہ اہل ایمان کے لیے اصل ڈھال دعا، عبادت اور اللہ سے تعلق خاص ہے، جو ہر دور میں عزت وعصمت کے تحفظ اور باطل کے مقابلے میں سب سے بڑی قوت ثابت ہوتی ہے۔ آج کے دور میں جب عورت کی حرمت، خاند انی نظام اور اخلاقی اقد ارکو چیلنجز درپیش ہیں، یہ قصہ رہنمائی کرتا ہے کہ حقیقی کامیابی اور تحفظ صبر ،استقامت اور ایمان کے سہارے ہی ممکن ہے۔ یوں یہ واقعہ نہ صرف ماضی کا ایک روشن باب ہے بلکہ موجودہ ساج کے لیے بھی ایک زندہ دعوتی پیغام ہے۔

حواشي وحواله جات

Ahmad ibn Hanbal, al-Shaybani. (2001). Al-Musnad. Beirut: Mu'assasat al-Risalah.

Ibn Balban, Amir Ala' al-Din. (1988/1408 AH). Al-Ihsan fi Taqrib Sahih Ibn Hibban. Beirut: Mu'assasat al-Risalah.

Ibn Abi Hatim, al-Razi. (1999/1419 AH). Tafsir al-Qur'an al-'Azim . Makkah: Maktabat Nizar Mustafa al-Baz.

Ibn Kathir, Isma'il ibn Umar al-Dimashqi. (1988/1408 AH). Al-Bidayah wa al-Nihayah. Beirut: Dar Ihya' al-Turath al-'Arabi.

Ibn al-Jawzi, Abd al-Rahman ibn Ali, Jamal al-Din. (2001/1422 AH). Zad al-Masir fi 'Ilm al-Tafsir. Beirut: Dar al-Kitab al-'Arabi.

Al-Razi, Muhammad ibn Umar, Fakhr al-Din. (2000/1420 AH). Mafatih al-Ghayb (al-Tafsir al-Kabir). Beirut: Dar Ihya' al-Turath al-'Arabi.

Al-Tabari, Muhammad ibn Jarir. (1967/1387 AH). Tarikh al-Rusul wa al-Muluk (Tarikh al-Tabari. Beirut: Dar al-Turath.

Al-Dinawari, Abd Allah ibn Muslim. (1992). Al-Ma'arif. Cairo: Al-Hay'a al-Misriyya al-'Amma lil-Kitab.

Al-Diyar Bakri, Husayn ibn Muhammad. (n.d.). Tarikh al-Khamis fi Ahwal Anfus al-Nafis . Beirut: Dar Sadir.

Ibn al-Jawzi, Abd al-Rahman ibn Ali, Jamal al-Din. (1995/1416 AH). Al-Muntazam fi Tarikh al-Muluk wa al-Umam. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah.

Ibn al-Athir, Ali ibn Muhammad al-Jazari. (1997/1417 AH). Al-Kamil fi al-Tarikh. Beirut: Dar al-Kitab al-'Arabi.

Ibn Hajar al-'Asqalani, Ahmad ibn Ali. (1959/1379 AH). Fath al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari. Beirut: Dar al-Ma'rifah.